از عدالتِ عظمیٰ[1]

تاریخ فیصلہ: یکم ستمبر 1957

یونین آف انڈیا

بنام

ٹی آر ورما

(ایس آر داس چیف جسٹس وینکٹاراما آئر، بی پی سنہا، جے ایل کپور اور اے کے سرکار، جسٹس صاحبان)

سرکاری ملازم-برطرفی-پوچھ گچھ-ثبوت لینے کا طریقہ کار-بھارتیہ ایویڈنس ایکٹ کا اطلاق-فطری انصاف کے اصول-معقول موقع-آئین ہند، آرٹیکل 311(2)۔

رٹ۔عدالت عالیہ کا خصوصی دائرہ اختیار-متبادل دادرسائی -ثبوت لینے سے متعلق متنازعہ سوالات-عدالت عالیہ کی مشق-آئین ہند، آرٹیکل 226۔

مدعاعلیہ کو آئین ہند کے آرٹیکل 311 کے تحت کی گئی تحقیقات کے مطابق بھارتی حکومت کے تحت ملازمت سے برخاست کر دیا گیا تھا۔انہوں نے آرٹیکل 226 کے تحت عدالت عالیہ میں اس بنیاد پر برخاستگی کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے درخواست دائر کی کہ جانچ میں مدعاعلیہ اور اس کے گواہوں کے ثبوت کو بھارتیہ ایویڈنس ایکٹ کے ذریعے مقرر کردہ طریقے سے نہیں لیا گیا اور اس کے نتیجے میں انہیں آرٹیکل 311(2) کے تحت مطلوبہ معقول موقع نہیں دیا گیا۔یہ پایا گیا کہ اگرچہ اس ایکٹ میں طے شدہ طریقہ کار پر سختی سے عمل نہیں کیا گیا تھا لیکن مدعاعلیہ کو جانچ افسر کے سامنے اپنا ثبوت پیش کرنے کا مکمل موقع دیا گیا تھا۔

حکم ہوا کہ:(1) آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت درخواستوں پر عام طور پر عدالتِ عالیان کے ذریعے غور نہیں کیا جانا چاہیے جہاں کوئی متبادل اور یکساں طور پر موثر دادرسائی دستیاب ہو۔عدالتوں کا یہ رواج نہیں ہے کہ وہ رٹ پٹیشن میں متنازعہ سوالات کا فیصلہ کریں جن کا ثبوت لیے بغیر تسلی بخش فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

رشید احمد بنام میونسپل بورڈ، کیرانہ، (1950) ایس سی آر 566 اور کے ایس رشید اینڈ سنز بنام انکم ٹیکس انویسٹی گیشن کمیشن (1954) ایس سی آر 738، پر انحصار کیا۔

(2) بھارتیہ ایویڈنس ایکٹ کا ٹریبونلز کے ذریعے کی جانے والی جانچوں پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔ قانون صرف اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ ٹریبونلز کو فطری انصاف کے اصولوں پر عمل کرنا چاہیے جیسے کہ کسی فریق کو تمام متعلقہ شواہد پیش کرنے کا موقع ملے جس پر وہ انحصار کرتا ہے، کہ مخالف کا ثبوت اس کی موجودگی میں لیا جائے اور اسے اس فریق کے ذریعے جانچ کیے گئے گواہوں سے جرح کرنے کا موقع دیا جائے، اور یہ کہ اس کے خلاف کسی بھی مواد پر انحصار نہیں کیا جانا چاہیے جب تک کہ اسے ان کی وضاحت کا موقع نہ دیا جائے۔ اگر ان قوانین کو پورا کیا جاتا ہے تو جانچ اس بنیاد پر اعتراض کرنے کے لیے کھلی نہیں ہے کہ ثبوت لینے کے لیے بھارتیہ ایویڈنس ایکٹ میں طے شدہ طریقہ کار پر سختی سے عمل نہیں کیا گیا تھا۔

نیو پرکاش ٹرانسپورٹ کمپنی بنام نیو سوورنا ٹرانسپورٹ کمپنی، (1957) ایس سی آر 98، آئی۔ اس کے بعد

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 118، سال 1957۔

دیوانی رٹ نمبر D-243، سال 1954 میں دہلی میں پنجاب عدالت عالیہ کے سرکٹ بنچ کے 31 جنوری 1956 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے سی۔ کے۔ دپھتری سالیسیٹر جنرل برائے بھارت، آر۔ گنپتی آئیر اور آر۔ ایچ۔ دھبر۔

جواب دہندہ کے لیے پرشوتم تریکمداس، ٹی ایس وینکٹ رمن اور کے آر چودھری۔

18.1957 ستمبر۔

عدالت کا مندرجہ ذیل فیصلہ وینکٹاراما ایئر، جسٹس نے دیا۔

یہ آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ایک درخواست میں پنجاب عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم کے خلاف خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے جس میں 16 ستمبر 1954 کے ایک حکم کو کالعدم

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قرار دیا گیا ہے جس میں مدعاعلیہ کو اس بنیاد پر سرکاری ملازمت سے برخاست کیا گیا تھا کہ یہ آئین کے آرٹیکل 311(2) کی خلاف ورزی تھی۔

مدعاعلیہ، مادی تاریخوں پر، مرکزی حکومت کے محکمہ تجارت میں ایک اسسٹنٹ کنٹرولر تھا۔مارچ 1953 کے وسط میں کسی وقت کلکتہ کی ایک فرم میسرس گٹولال چھگن لال جوشی کے نمائندے شری بھان اس فرم کا نام سیاہ فہرست سے نکالنے کے لیے دہلی آئے جس میں اسے رکھا گیا تھا، اور اس مقصد کے لیے وہ محکمہ کے افسران سے رابطہ کر رہے تھے۔وزارت تجارت و صنعت (شکایات برانچ) میں ایک اسسٹنٹ سری توکلے کو اطلاع دی گئی کہ سری بھان اپنے حق میں حکم حاصل کرنے کے لیے رشوت دینے کی پیشکش کر رہا ہے۔اس نے فوری طور پر اس معاملے کی اطلاع اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ کو دی، اور انہوں نے اس کے لیے جال بچھانے کا فیصلہ کیا۔ تاہم، سری بھان اپنے حق میں حکم دیے جانے اور مطلع کیے جانے کے بعد ہی رشوت ادا کرنے کو تیار تھا، لیکن اس نے پیشکش کی کہ وہ مدعاعلیہ کو اس کی طرف سے ادائیگی کے لیے ضامن طور پر کھڑا کرے گا۔اس کے بعد پولیس نے مدعاعلیہ کے لیے جال بچھانے کا فیصلہ کیا، اور اس کے مطابق یہ انتظام کیا گیا کہ سری توکلے، تقرری کے ذریعے، سری بھان اور مدعاعلیہ سے 24مارچ 1953 کی شام کو کوالٹی ریستوراں میں ملیں۔یہ میٹنگ طے شدہ ترتیب کے مطابق ہوئی، اور اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ کے تین ارکان خفیہ طور پر وہاں موجود تھے۔پھر، سری توکلے، سری بھان اور مدعاعلیہ کے درمیان بات چیت ہوئی، اور یہ اپیل کنندہ کا معاملہ ہے کہ اس بات چیت کے دوران، مدعاعلیہ کی طرف سے سری توکلے کو یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ رقم سری بھان ادا کرے گی۔بات چیت ختم ہونے کے بعد، جب مدعاعلیہ روانہ ہونے ہی والا تھا، تو افسران میں سے ایک، سپرنٹنڈنٹ آف پولیس نے اپنی شناخت ظاہر کی، مدعاعلیہ سے اس کا شناختی کارڈ حاصل کیا اور اپنا دستخط کیا، اور سری بھان نے بھی اپنا دستخط کیا۔

28مارچ 1953 کو مدعاعلیہ کو وزارت تجارت وصنعت کے سکریٹری کی طرف سے ایک نوٹس موصول ہوا جس میں اس پر سری توکلی کو غیر قانونی تسکین کی پیشکش کرنے میں سری بھان کی مدد کرنے اور اس کی حوصلہ افزائی کرنے کا الزام لگایا گیا تھا اور سری توکلی کو سری بھان کی طرف سے پیش کردہ تسکین قبول کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی، اور الزامات کی حمایت میں، مدعاعلیہ اور سری توکلی کے درمیان 17مارچ 1953 کو 21مارچ 1953 کو ہونے والی ملاقاتوں سے متعلق تفصیلی الزامات تھے، اسی دن بعد میں اسی معاملے کے حوالے سے ٹیلی فون پر بات چیت، اور کوالٹی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ریستوراں میں ہونے والی میٹنگ کا پہلے ہی ذکر کیا گیا تھا۔ مدعاعلیہ سے کہا گیا کہ وہ الزامات پر اپنی وضاحت دے، اور اسے یہ بتانے کی ہدایت کی گئی کہ آیا وہ دفاع میں زبانی یا دستاویزی شہادت پیش کرنا چاہتا ہے۔ یہ تفتیش درآمدات اور برآمدات کے جوائنٹ چیف کنٹرولر جناب بیرن کو سونپی گئی۔ 10 اپریل 1953 کو مدعاعلیہ نے ایک تفصیلی وضاحت پیش کی جس میں اس بات سے انکار کیا گیا کہ وہ سری توکلی سے 17 یا 21 مارچ کو ملا تھا، یا اس دن اس کے ساتھ کوئی ٹیلی فون پر بات چیت ہوئی تھی، اور کہا گیا کہ 24 کو کوالٹی ریستوراں میں اس کی جو بات چیت ہوئی تھی وہ اس کی انشورنس پالیسی سے متعلق تھی، اور اس کا سری بھان کی طرف سے پیش کی جانے والی رشوت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ مدعاعلیہ نے زبانی تفتیش کے لیے بھی کہا اور اپنے بیان کی حمایت میں سری بھان، سری فتح سنگھ اور سری جے نارائن سے تفتیش کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ 17 اپریل 1953 کو جناب بیرن نے مدعا علیہ کو نوٹس دیا کہ زبانی تفتیش ہوگی، اور اس کے مطابق، 20 اپریل 1953 اور اس کے اگلے دنوں میں گواہوں سے پوچھ گچھ کی گئی، اور سماعت 27 اپریل 1953 کو ختم ہوئی۔

28 جولائی 1953 کو جناب بیرن نے اپنی رپورٹ پیش کی، اور اس میں انہوں نے پایا کہ مدعا علیہ کے خلاف الزامات واضح طور پر قائم ہو چکے ہیں۔ اس پر 29 اگست 1953 کو مدعاعلیہ کو ایک مراسلہ جاری کیا گیا، جس میں انہیں بتایا گیا کہ عارضی طور پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ انہیں برخاست کیا جائے، اور مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ بتانے کو کہا گیا۔ نوٹس کے ساتھ، جناب بیرن کی پوری رپورٹ، ان کی سفارشات کو چھوڑ کر، بھیجی گئی تھی۔ 11 ستمبر 1953 کو مدعاعلیہ نے اپنی وضاحت بھیجی، اس میں، اس نے دوبارہ ان شواہد پر تفصیل سے تبادلہ خیال کیا جو پیش کیے گئے تھے، اور کہا کہ جرم کا نتیجہ مناسب نہیں تھا، اور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جانی چاہیے۔ اس وضاحت میں انہوں نے یہ بھی شکایت کی کہ جانچ کو اس حقیقت سے بگاڑا گیا کہ انہیں گواہوں سے جرح کرنے کی اجازت نہیں دی گئی، جنہوں نے ان کے خلاف ثبوت دیے۔ اس کے بعد آرٹیکل 320 کے مطابق کاغذات یونین پبلک سروس کمیشن کو پیش کیے گئے، اور اس نے 6 ستمبر 1954 کو اپنی رپورٹ بھیجی، کہ الزامات لگائے گئے تھے، کہ مدعاعلیہ کی شکایت میں کوئی بنیاد نہیں تھی کہ اسے گواہوں سے جرح کرنے کی اجازت نہیں تھی، اور اسے برخاست کیا جانا چاہیے۔ صدر نے جانچ افسر کے نتیجے اور یونین پبلک سروس کمیشن کی سفارش کو قبول کرتے ہوئے 16 ستمبر 1954 کو حکم دیا کہ مدعاعلیہ کو سرکاری ملازمت سے برطرف کر دیا جائے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اس کے بعد مدعاعلیہ نے درخواست دائر کی جس میں سے موجودہ اپیل پنجاب کی عدالت عالیہ میں اس وجہ سے کی گئی کہ 16 ستمبر 1954 کے برخاستگی کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے مناسب رٹ کے لیے اٹھتی ہے کہ کوئی مناسب تفتیش نہیں ہوئی تھی۔ درخواست کی حمایت میں سات بنیادیں پیش کی گئیں، اور ان میں سے تین ججوں نے فیصلہ دیا کہ تین ثابت ہو چکے ہیں۔ ان کا مؤقف تھا کہ مدعاعلیہ کو گواہوں سے جرح کرنے کے موقع سے انکار کر دیا گیا تھا، جنہوں نے الزام کی حمایت میں ثبوت پیش کیے، کہ مزید اسے اپنا بیان دینے کی اجازت نہیں تھی، بلکہ صرف جانچ افسر نے اس سے جرح کی تھی، اور اسی طرح، اس کے گواہوں سے افسر نے محض جرح کی تھی بغیر خود مدعاعلیہ کو ان سے جرح کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ یہ نقائص مدعاعلیہ کو اس کی برطرفی کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کے معقول موقع سے انکار کرنے کے مترادف ہیں، اور یہ کہ 16 ستمبر 1954 کا حکم، جو اس طرح کی جانچ کے بعد آیا تھا، آرٹیکل 311(2) کی خلاف ورزی کے طور پر برا تھا۔ نتیجے میں، انہوں نے حکم کو الگ کر دیا، اور اسے بحال کرنے کی ہدایت کی۔ اس حکم کی درستگی کو سالیسیٹر جنرل نے دو بنیادوں پر چیلنج کیا ہے: (1) یہ کہ یہ نتیجہ کہ مدعاعلیہ کو جانچ میں کوئی معقول موقع فراہم نہیں کیا گیا تھا، شواہد سے ثابت نہیں ہوتا؛ اور (2) یہ کہ اگر جانچ میں کوئی خامی بھی تھی، تو یہ ایک ایسا معاملہ تھا جسے شوکاز نوٹس کے بعد مرحلے میں درست کیا جا سکتا تھا، اور چونکہ مدعاعلیہ نے گواہوں سے جرح کرنے کا موقع نہیں مانگا تھا، اس لیے اسے یہ کہتے ہوئے نہیں سنا جا سکا کہ 16 ستمبر 1954 کا حکم آرٹیکل 311(2) کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

سب سے پہلے، ہمیں یہ مشاہدہ کرنا ہوگا کہ آرٹیکل 226 کے تحت رٹ پٹیشن موجودہ جیسے تنازعات کے فیصلے کے لئے مناسب کارروائی نہیں ہے۔ عدالتی فیصلہ قانون کے تحت، ایک شخص جس کی خدمات کو غلط طریقے سے ختم کر دیا گیا ہے، وہ اپنے حقوق کی توثیق کرنے کے لیے کارروائی کرنے کا حقدار ہے اور اس طرح کی کارروائی میں عدالت وہ تمام راحت دینے کی مجاز ہوگی جس کا وہ حقدار ہو، بشمول کچھ جو رٹ پٹیشن میں قابل قبول نہیں ہوں گے۔ یہ اچھی طرح طے شدہ ہے کہ جب کسی مدعی کے لیے کوئی متبادل اور یکساں طور پر موثر دادرسائی کھلا ہو، تو اسے اس دادرسائی کی پیروی کرنے کی ضرورت ہونی چاہیے اور خصوصی رٹ جاری کرنے کے لیے ہائی کورٹ کے خصوصی دائرہ اختیار کی درخواست نہیں کرنی چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ کسی دوسرے دادرسائی کا وجود رٹ جاری کرنے کے لیے عدالت کے دائرہ اختیار کو متاثر نہیں کرتا؛ لیکن، جیسا کہ اس عدالت نے رشید احمد بنام

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میونسپل بورڈ، کیرانہ ([1]) میں مشاہدہ کیا ہے، "رٹ دینے کے معاملے میں مناسب قانونی دادرسائی کا وجود ایک ایسی چیز ہے جس پر غور کیا جانا چاہیے۔" کے ایس رشید اور سون بنام انکم ٹیکس انویسٹی گیشن کمیشن ([1]) کو بھی دیکھا۔ اور جہاں اس طرح کا دادرسائی موجود ہے، آرٹیکل 226 کے تحت کسی درخواست میں مداخلت کرنے سے انکار کرنا صوابدیدی کا ایک اچھا عمل ہو گا، جب تک کہ اس کی کوئی اچھی بنیاد نہ ہو۔ موجودہ معاملے میں ایسا کچھ نظر نہیں آتا۔ دوسری طرف، اس درخواست میں اس بات کے تعین کا نقطہ کہ آیا مدعاعلیہ کو اپنا مقدمہ پیش کرنے کے معقول موقع سے انکار کیا گیا تھا، بنیادی طور پر اس سوال پر مبنی ہے کہ آیا اسے گواہوں سے جرح کرنے سے روکا گیا تھا، جنہوں نے الزام کی حمایت میں ثبوت دیے تھے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر ایک سنگین تنازعہ ہے، جس کا ثبوت لیے بغیر تسلی بخش فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ رٹ پٹیشن میں اس نوعیت کے سوالات کا فیصلہ کرنا عدالتوں کا رواج نہیں ہے، اور موجودہ معاملے میں صوابدیدی کا مناسب استعمال ہوتا اگر فاضل ججوں نے مدعاعلیہ کو مقدمے کے لیے بھیجا ہوتا۔ اس اپیل میں، ہمیں خود اس راستے کو اپنانا چاہیے تھا، اور وہ حکم منظور کرنا چاہیے تھا جو فاضل ججوں کو منظور کرنا چاہیے تھا۔ لیکن ہم اس حقیقت سے دباؤ محسوس کرتے ہیں کہ مدعاعلیہ کو مسترد کرنے کا حکم 16 ستمبر 1954 کو دیا گیا تھا، اسے الگ کرنے کی کارروائی اب وقت کی پابندی ہو گی۔ چونکہ عدالت عالیہ نے اس معاملے میں خوبیوں پر غور کیا ہے، اس لیے ہم اس اپیل کو خوبیوں پر غور کرتے ہوئے نمٹانے کی تجویز کرتے ہیں۔

جس بنیادی بنیاد پر مدعاعلیہ نے 16 ستمبر 1954 کے حکم پر اعتراض کیا، وہ یہ تھا کہ جناب بیرن کی طرف سے کی گئی جانچ میں، اسے گواہوں سے جرح کرنے کا موقع نہیں دیا گیا، جنہوں نے اس کے خلاف گواہی دی، اور یہ کہ اس طرح کی جانچ میں جو نتائج برآمد ہوئے انہیں قبول نہیں کیا جا سکا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ الزام لگایا گیا ہے۔ اپنی درخواست کے پیراگراف 7 میں مدعاعلیہ نے کہا:

"درخواست گزار کی بار بار زبانی درخواستوں کے باوجود، جانچ آفیسر نے اسے کسی بھی گواہ سے جرح کرنے کی اجازت نہیں دی، جس نے اس کے خلاف گواہی دی۔"

لیکن جناب بیرن نے اس کی تردید کی، جس نے جوابی حلف نامہ دائر کیا، جس میں انہوں نے کہا:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

"(4) یہ غلط ہے کہ درخواست گزار کو زبانی تفتیش کے وقت درخواست گزار کے خلاف گواہی دینے والے گواہوں سے جرح کرنے کا کوئی موقع نہیں دیا گیا۔

(5) کہ درخواست گزار کی موجودگی میں تمام گواہوں سے پوچھ گچھ کی گئی اور ہر جانچ کے اختتام پر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا ان کے پاس کوئی سوال ہے۔

(6) کہ درخواست گزار نے صرف ایک گواہ شری پی گووندان نائر سے سوالات کیے، اور دوسروں سے نہیں۔"

اس بیان حلفی پر، جناب بیرن سے عدالت میں پوچھ گچھ کی گئی، اور انہوں نے ان الزامات کو دہرایا اور مزید کہا:

"مجھے واضح یاد ہے کہ میں نے شری ٹی آر ورما سے گواہوں سے جرح میں سوالات کرنے کو کہا تھا۔"

ان کے مزید معائنے کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ انہوں نے کوئی نوٹ نہیں کیا کہ انہوں نے شری ٹی آر ورما سے گواہوں سے جرح میں سوالات کرنے کو کہا، اور یہ کہ یہ ان کی طرف سے پھسلن کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

اس طرح ہمارے سامنے دو بیانات ہیں، ایک جناب بیرن کے اور دوسرے مدعا علیہ کے، اور وہ ایک دوسرے سے بالکل متصادم ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان میں سے کس کو قبول کیا جائے۔ جب کسی عدالت یا ٹریبونل کے سامنے جو کچھ ہوا اس کے بارے میں کوئی تنازعہ ہوتا ہے تو اس کے حوالے سے صدر نشین افسر کا بیان عام طور پر درست سمجھا جاتا ہے، اور اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ جناب بیرن کے بیان کو درست قبول نہ کیا جائے۔ وہ تسلیم شدہ طور پر ایک اعلی عہدے پر فائز افسر تھا، اور یہ تجویز نہیں کیا جاتا ہے کہ اس کا غلط ثبوت دینے کا کوئی مقصد تھا۔ اس کے علاوہ، ریکارڈ میں ایسی خصوصیات ہیں، جو واضح طور پر ظاہر کرتی ہیں کہ جناب بیرن کا بیان درست ہونا چاہیے۔ گواہوں سے پوچھ گچھ 20 اپریل 1953 کو شروع ہوئی، اور اس تاریخ کو چار گواہوں سے پوچھ گچھ کی گئی، جن میں سری سی بی توکلی بھی شامل تھے۔ اگر، جیسا کہ مدعا علیہ نے کہا ہے، اس نے گواہوں سے جرح کرنے کی اجازت مانگی، اور اس سے انکار کر دیا گیا، تو یہ حیرت کی بات ہے کہ اسے بعد کی تاریخوں پر تحریری طور پر شکایت نہیں رکھنی چاہیے تھی جس پر تفتیش جاری رکھی گئی تھی۔ گواہوں میں سے ایک، سری

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

پی گووندان نائر کے سامنے، اس نے در اصل جرح میں ایک سوال رکھا تھا، اور اس بیان کے ساتھ اس کا تصفیہ کرنا مشکل ہے کہ پچھلے گواہوں سے جرح کرنے کی اجازت سے انکار کر دیا گیا تھا۔ گواہوں کے بیان کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ جانچ نگ آفیسر نے خود تلاش کے سوالات رکھے تھے، اور تمام متعلقہ حقائق کو ظاہر کیا تھا۔ یہ تجویز نہیں کیا گیا ہے کہ کوئی خاص معاملہ تھا جس کے سلسلے میں جرح ہو سکتی تھی لیکن ہدایت نہیں کی گئی تھی۔ ہمیں لگتا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ مدعاعلیہ نے گواہوں سے جرح نہیں کی کیونکہ اس کے پاس جرح کرنے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا۔ فاضل ججوں نے جناب بیرن کے بیان کو ترجیح دیتے ہوئے مدعاعلیہ کے بیان کو قبول کرنے کی دو وجوہات بتائیں۔ ایک یہ ہے کہ گواہوں کے بیانات میں کوئی ریکارڈ نہیں بنایا گیا تھا کہ کوئی جرح نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ یہ کہ، در حقیقت، کوئی جرح نہیں تھی، جو کہ ایک حقیقت ہے؛ ایسا نہیں ہے کہ مدعاعلیہ کی جرح کی درخواست کی اجازت نہیں تھی۔ پھر ایک بار پھر، فاضل ججوں کا کہنا ہے کہ مدعا علیہ ان کے سامنے رٹ پٹیشن کی سماعت میں موجود تھا، کہ انہوں نے اس سے سوالات کیے، اور یہ رائے قائم کی کہ وہ کافی ذہین تھا، اور یہ یقین کرنا مشکل تھا کہ اس نے گواہوں سے جرح نہیں کی ہوگی۔ ہماری رائے ہے کہ یہ ایک ایسا غور تھا جسے سوال کے عدالتی تعین میں مد نظر نہیں رکھا جانا چاہیے تھا، اور یہ کہ اسے مکمل طور پر خارج کر دیا جانا چاہیے تھا۔ ریکارڈ اور امکانات پر غور کرنے پر، ہم جناب بیرن کے بیان کو درست تسلیم کرتے ہیں، اور یہ مانتے ہیں کہ مدعاعلیہ کو گواہوں سے جرح کرنے کی اجازت سے انکار نہیں کیا گیا تھا، اور یہ کہ یہ الزام کہ جانچ اس وجہ سے ناقص تھی، برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔

مدعاعلیہ نے دو دیگر بنیادوں پر جانچ پر اعتراض کیا، جو اس نے اپنی درخواست میں درج ذیل الفاظ میں بیان کیے تھے:

"(C) کہ درخواست گزار سے جرح کی گئی تھی اور اسے اپنی طرف سے زبانی بیان دینے کے قابل نہیں بنایا گیا تھا۔

(D) کہ دفاعی گواہوں کو اپنا بیان دینے یا درخواست گزار کے ذریعے جانچ پڑتال کرنے کا موقع نہیں دیا گیا کیونکہ ان کے بیانات جانچ آفیسر کے سوالات کے جوابات تک محدود تھے۔

اصل میں، الزام یہ ہے کہ مدعاعلیہ اور اس کے گواہوں کو معائنے کے ذریعے اپنا ثبوت دینے کی اجازت دی جانی چاہیے تھی، اور یہ کہ صرف اس کے بعد افسر کو ان سے جرح کرنی چاہیے تھی،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

لیکن یہ کہ اس نے شروع سے ہی ان سے جرح کرنے کی ذمہ داری قبول کی اور اس طرح طریقہ کار کے معروف اصولوں کی خلاف ورزی کی۔ ایک شکایت یہ بھی ہے کہ مدعاعلیہ کو ان سے سوالات کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

اب، یہ بلاشبہ درست ہے کہ مدعاعلیہ اور اس کے گواہوں کے ثبوت کو ایویڈنس ایکٹ میں مقرر کردہ طریقے سے نہیں لیا گیا تھا؛ لیکن اس ایکٹ کا ٹریبونلز کے ذریعے کی جانے والی تحقیقات پر کوئی اطلاق نہیں ہے، حالانکہ وہ عدالتی نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔ قانون یہ کہتا ہے کہ ایسے ٹریبونلز کو جانچ کے انعقاد میں فطری انصاف کے اصولوں پر عمل کرنا چاہیے، اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ان کا فیصلہ اس بنیاد پر مواخذے کا ذمہ دار نہیں ہے کہ جس طریقہ کار پر عمل کیا گیا وہ اس کے مطابق نہیں تھا، جو عدالت میں حاصل ہوتا ہے۔ اسے یکسر اور مکمل ہونے کا ارادہ کیے بغیر بیان کرتے ہوئے، یہ مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ فطری انصاف کے قوانین کا تقاضہ ہے کہ کسی فریق کو وہ تمام متعلقہ ثبوت پیش کرنے کا موقع ملے جس پر وہ انحصار کرتا ہے، کہ مخالف کا ثبوت اس کی موجودگی میں لیا جائے، اور اسے اس فریق کے ذریعے جانچ کیے گئے گواہوں سے جرح کرنے کا موقع دیا جائے، اور یہ کہ اس کے خلاف کسی بھی مواد پر انحصار نہیں کیا جانا چاہیے جب تک کہ اسے ان کی وضاحت کا موقع نہ دیا جائے۔ اگر ان قوانین کو پورا کیا جاتا ہے، تو جانچ اس بنیاد پر اعتراض کرنے کے لیے کھلی نہیں ہے کہ ثبوت لینے کے لیے ایویڈنس ایکٹ میں طے شدہ طریقہ کار پر سختی سے عمل نہیں کیا گیا تھا۔ نیو پرکاش ٹرانسپورٹ کمپنی میں اس عدالت کے حالیہ فیصلے کے ذریعے۔ بنام نیو سوورنا ٹرانسپورٹ کمپنی ([1])، جہاں اس سوال پر بحث کی گئی ہے۔

ہم نے مندرجہ بالا اصولوں کی روشنی میں ریکارڈ کا جائزہ لیا ہے، اور پتہ چلا ہے کہ فطری انصاف کے اصول کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے۔ گواہوں سے کافی تفصیل سے پوچھ گچھ کی گئی ہے، اور انہوں نے سوال سے متعلق تمام متعلقہ حقائق پر بات کی ہے، اور یہ تجویز نہیں کیا گیا ہے کہ کوئی اور معاملہ ہے، جس پر وہ بات کر سکتے تھے۔ ہم مدعاعلیہ کے اس بیان کو قبول نہیں کرتے کہ اسے گواہوں سے کوئی سوال کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ درحقیقت، پیپر بک کے صفحہ 188 پر سری جے نارائن کے ثبوت سے پتہ چلتا ہے کہ واحد سوال جس پر مدعاعلیہ اس گواہ کی گواہی دینا چاہتا تھا، جناب بیرن نے اس کے سامنے رکھا تھا۔ سری بھان اور سری فتح سنگھ کا ثبوت مکمل طور پر مدعاعلیہ کی حمایت میں تھا۔ جناب بیرن کے نتائج مکمل طور پر مدعاعلیہ کی موجودگی میں لیے گئے زبانی شواہد کی تعریف پر مبنی ہیں۔ یہ بھی ذکر کیا جانا چاہیے کہ مدعاعلیہ نے 11 ستمبر 1953 کی اپنی وضاحت میں شکایت کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ان بنیادوں کو پیش نہیں کیا، اور ہم مطمئن ہیں کہ وہ مکمل طور پر بے بنیاد ہیں، اور یہ ایک بعد کی سوچ ہے۔ ہم اس کے مطابق، نچلی عدالت کے فاضل ججوں سے اختلاف کرتے ہوئے، یہ مانتے ہیں کہ جناب بیرن کے سامنے جانچ ناقص نہیں تھی، کہ مدعاعلیہ کو اس کے سامنے اپنا ثبوت پیش کرنے کا پورا موقع ملا، اور اس نے اس کا فائدہ اٹھایا۔ اس نظریے میں، دوسرے سوال پر کسی بھی رائے کا اظہار کرنا غیر ضروری ہو جاتا ہے، جو فاضل سالیسیٹر جنرل نے اٹھایا تھا۔

نتیجے میں، ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں، نچلی عدالت کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں، اور رٹ کی درخواست کو مسترد کرتے ہیں۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہو گا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document